بسم اللہ الرحمان الرحیم

فکر و نظر

غیر اسلامی تعلیم و تربیت اور اس کے نتائج

نام نہاد ترقی یافتہ اقوام کی تقلید میں ہمارے ہاں جس تعلیم و تہذیب کا دور دورہ ہے اور نوجوان نسل جس طرح اس کا شکار ہو رہی ہے۔ اس نے اسلامی تہذیب و تمدن اور مشرقی روایات کو ایسی بری طرح سے ڈائنا سیٹ کیا ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، چند سالوں میں دیکھتے ہی دیکھتے ہماری سوسائٹی یورپ کی ذہنی غلام ہو گئی ہے۔ ہمارے ادارے، ہمارے مراکز، ہمارے دار العلوم اور تربیتی سنٹر سب یورپ زدگی کے مریض ہو گئے ہیں۔ ہمارا انداز فکر، ہماری معاشرت، ہمارا طرز زندگی اسلامی سادگی کو ترک کر کے عیسائیت کا نقال یا دیگر غیر اسلامی بلکہ اسلام دشمن قوموں کے نقش قدم پر چلنے پر فخر محسوس کر رہا ہے۔ اس قلب ماہیت کی وجہ سے اسلام پر سے اعتماد اور ایمان باللہ کو سخت ٹھیس لگی ہے۔ قرآن، اسلام اور ہادیٔ اسلام کی عظمت بالکل کم ہو گئی اور سرِ عام نوجوان نسل نہ صرف اسلامی کلچر کا مذاق اڑا رہی ہے، بلکہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور ہیچ قسم کے اصحاب قلم اسلام کو مسخ کرنے میں لگے ہوتے ہیں، عہد حاضر کے ایسے اکثر مدعیانِ ثقافتِ اسلامی اسی مغربی مرعوبیت کا شکار اور تجدد پسندی کے مریض ہیں۔ اور وہ اسلام کو بلا واسطہ اپنا ہدف بنانے کے بجائے "ملاں" کو تختۂ مشق بنا کر عوام کے دلوں سے اسلام کی وقعت کو زائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان کے نزدیک عہد حاضر کے لادین نظریات اور لادین سائنس

کو مذہب پر بالادستی اور اسلامی نظریات کو کھینچ تان کر ان کے مطابق کر دینا ہی معارف پروری ہے۔ آ وہ خود بدلنا نہیں چاہتے البتہ دین کو بدل دینا چاہتے ہیں۔ حتیٰ کہ خود عہد نبوی اور صحابہ رضی کے دور کی قرآنی تاویلات اور دینوی تعلیمات سے ہر جدت کا جواز پیدا کرنا ان کا بزعم خویش علمی مشغلہ ہو گیا ہے، بلکہ حسن پرستی، امرد پرستی، گانا بجانا۔ راگ ورنگ اور آلات مزامیر تک کو اسلام سے ثابت کیا جا رہا ہے یہ سب ہماری انگریزی تعلیم اور انگریزی ذہنیت پر مبنی نصاب تعلیم کی برکات ہیں

یہ حقیقت ہے کہ جس قوم کی زبان مروج ہوگی اسی قوم کی تہذیب کی ترویج ہوگی۔ ظاہر ہے کہ جب پاکستان میں ہم نے انگریزیت کو سر کا تاج بنا کر رکھا ہے تو یہاں مکہ و مدینہ عرب وحجاز اور اسلام و قرآن کے تمدن کو اپنایا نہیں جا سکتا۔ تعجب کا مقام ہے کہ جس مذہب (اسلام) کو اول روز سے ہی عیسائیت و یہودیت نے اپنا حریف اور دشمن نمبر اقرار دے رکھا ہے ہم نے اسی دشمن کے ہاں اپنی متاع ایمان چند چمکدار کھوٹے سکوں کے عوض بیچ دی ہے۔ حالانکہ ہمارا قرآن بار بار ہمیں یہود و نصاریٰ سے الگ رہنے کی دعوت دے رہا ہے

یورپی معاشرہ

تعلیم کو انسان کی سیرت سازی اور تعمیر اخلاق میں بڑا دخل ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات نے تمام اخلاقی برائیوں کا قلع قمع کیا ہے، بلکہ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ میں اخلاق کی تکمیل ہی کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس کے برعکس یورپین زبان اپنے مخصوص کلچر کی حامل ہے اور اس کا کلچر یورپ کے ڈانس گھروں میں بخوبی جا کر دیکھا جا سکتا ہے، جہاں ہر شخص اس بارہ میں آزاد ہے کہ ہر شخص کی ماں، بہن، بیٹی بیوی کے ساتھ بازو میں بازو ڈال کر سینہ سے سینہ ملا کر نہایت شرمناک انداز میں گھنٹوں ناچ کر سکتا ہے۔ اور اسے ایک اعلیٰ درجہ کا معاشرتی شرف سمجھا جاتا ہے۔ یورپ میں زنا کاری۔ اغواء۔ بالجبر مرد و عورت کا کھلا اختلاط، سڑکوں پر حیا سوز گشت، سینماؤں میں فحاشی کی نمائش، باغات اور سیر گاہوں میں مخلوط شرمناک تفریح۔ دفتروں، تجارتی اداروں، تعلیمی مرکزوں،

بنکوں، دوکانوں غرضیکہ سب جگہ بد کردار مرد و عورت اکٹھے کام کرتے اور مادر پدر آزاد زندگی بسر کرتے ہیں، بلکہ تکلف برطرف نوڈازم (NOODISM.) کی تحریک یورپ بھر میں رائج ہو رہی ہے۔ وہ ایسی کلبیں ہیں جہاں مرد عورت مادر زاد ننگے رہتے ہیں اور اسے فطری اور پیدائشی قرار دیتے ہیں۔ یورپ کے سینماؤں میں مار دھاڑ کی فلمیں، جرائم کی ٹریننگ، چوری، ڈاکہ، لوٹ کھسوٹ اور رہزنی کی عملی تربیت کے لئے سینمائی مناظر دکھائے جاتے ہیں۔ اب یہی چیز ہم نے انگریزی طرز تعلیم کے ذریعہ اپنے ملک میں رائج کر لی ہے۔

تعمیر اخلاق میں تعلیم کا حصہ انگریز کی ہندوستان میں آمد سے پہلے ہماری ساری تعلیم قرآن کی تعلیم پر مشتمل تھی۔ مسجدیں ہمارے مراکز تھے۔ اُردو کی تعلیم بھی ہمارے اخلاقیات عالیہ کی علمبردار تھی، سبق سبق میں مسائل اور اخلاقی قصے کہانیاں پڑھائی جاتی تھیں۔ فارسی، عربی سیکھنا ہر طالب علم کے لئے ضروری ہوتا تھا۔ ہندو اور غیر مسلم بھی ہماری مساجد میں مسلمان طلبا کے ساتھ پڑھنا قابل فخر سمجھتے تھے، ہم نے خود ایسے ہندو اہل قلم حضرات کو دیکھا ہے اور کئی ہندو مصنفوں کی کتابوں میں ان کی سیرت و سوانح کے ذیل میں پڑھا ہے کہ انہوں نے عربی۔ فارسی اور اردو کی تعلیم مسجد کے پیش امام سے حاصل کی۔ خود انگریز کے ہندوستان سے رخصت ہونے کے وقت تک ہماری سکولی تعلیم میں اعلیٰ درجہ کی عربی فارسی کی تعلیم کا غالب عنصر تھا۔ فارسی میں گلستان، بوستان، پندنامہ شیخ عطار وغیرہ کتابیں طلبا کو ازبر تھیں۔ چھ کلمے، نماز باترجمہ، روزمرہ کے مسائل۔ غرضیکہ قریباً قریباً زندگی کے اکثر معاملات میں رہنمائی اور اخلاقی تعلیمات سے واقفیت ہمارے طلبا کو میسر تھی۔

موجودہ نصاب سے اخلاقی تعلیم کا اخراج جونہی فرنگی یہاں سے رخصت ہوا ہم نے چن چن کر اپنے نصاب کو دین و اخلاق کی تعلیم سے پاک کر دیا۔ اور یورپین کلچر کی ایک ایک برائی کو اس میں سمونے کی کوشش شروع کر دی۔ اب حد یہ ہے کہ نہ صرف ہمارے

نصاب میں عربی، فارسی اور اردو ناپید ہو گئی ہے، بلکہ خلاف اسلام غیر مسلم مستشرقین کے مضامین شامل کر دیئے گئے ہیں، جس میں قرآن کریم، اسلام کی اکثر تعلیمات اور حدیہ ہے کہ خود ہادیٔ اسلام کے خلاف ایسے مضامین موجود ہیں جن میں آنحضرتؐ پر تنقیدیں کی گئی ہیں، کہیں اسلام پر بزور شمشیر پھیلانے کا الزام ہے۔ کہیں اسلام کو غلامی کی سرپرستی کا مجرم گردانا گیا اور کہیں اسلامی قوانین کو جابرانہ، ظالمانہ اور بے رحمانہ قرار دیا گیا ہے اور کہیں حضورؐ کی پاک سیرت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے، جس سے پڑھنے والے کے دل میں حضورؐ کی عظمت کم ہو جاتی ہے، مثلاً تعداد ازواج کے سلسلہ میں بہت بدنام کیا گیا ہے اور ایسے ایسے من گھڑت قصے ہیں کہ انہیں سن کر تعجب ہوتا ہے، پھر ہمارے سکولوں کالجوں کی تعلیمی امداد کے لئے جو غیر ملکی لائبریریاں کھولی گئیں ہیں۔ ان کا اکثر و بیشتر لٹریچر اس قدر زہر آلود ہے، کہ کوئی مسلمان اس کا سننا بھی گوارا نہیں کر سکتا لیکن ہمارے نوجوان ان امریکن اور برٹش لائبریریوں میں نہایت ذوق و شوق سے جاتے اور اس لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور ان لائبریریوں میں مفت سروس کے لئے نازک اندام یورپین عورتیں ہمارے نوجوانوں کے اخلاق کو متزلزل کرنے کے لئے موجود رہتی ہیں ہمارا نوجوان طالب علم سمجھتا ہے کہ یہ ان ممالک کی عالی حوصلگی معارف پروری سیر چشمی اور علوم نوازی ہے، حالانکہ یہ دراصل ہمارے متاع صبر و ایمان پر ایک ڈاکہ ہے اور ہماری نوجوان پود کے اخلاق کی قتل گاہیں ہیں۔

تعلیم ہی رہزن بنا رہی ہے

اس ناقص تعلیم اور غیر اسلامی نصاب کا ہی یہ اثر ہے کہ ہمارے ملک کا نوجوان جو اپنی بہن کی عصمت و عزت کا محافظ تھا اب خود ہی ان کا ڈاکو رہزن اور قاتل بن گیا ہے۔ سکولوں کالجوں کے نوجوان ٹھٹ کے ٹھٹ بازاروں گلیوں سیرگاہوں، شاہراہوں غرضیکہ ہر جگہ نوجوان لڑکیوں کے تعاقب میں سرگرداں رہتے ہیں، سینماؤں میں عورتوں کو تلاش کرتے ہیں، عصمت فروشی کے اڈوں پر داد عیش دیتے ہیں۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ

زنانہ کالجوں کے دروازوں پر مسلح پولیس کا پہرہ ناگزیر ہو گیا ہے

ہمارے طالب علم ۸۰ فیصد سگریٹ نوشی کے عادی ہیں۔ ۹۰ فیصد طلبا سینما کو ایک جزو زندگی اور لازمۂ حیات تصور کرتے ہیں، ۲۰ فیصد طلبا شراب کے رسیا ہیں۔ ایک بہت بڑے ذمہ دار پولیس آفیسر نے چند سال ہوتے ملکی جرائم کے اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے اعتراف کیا تھا کہ اکثر و بیشتر جرائم میں نوجوان طلبا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ انقلاب چرخ گردوں تو دیکھئے کہ جو مسلم نوجوان غیر مسلم اور کافر عورتوں تک کی عصمت کی حفاظت کو ضروری اور ایک انسانی عظمت خیال کرتا تھا۔ اب اپنی حقیقی بہن کے ذریعہ اس کی ہم جماعت طالب علم لڑکیوں کی عصمت کے آبگینوں سے کھیلنے میں ایک فخر محسوس کرتا ہے اور اپنی چنڈال چوکڑی میں اس کا فخریہ اظہار کرتا ہے، یہ سب ہماری موجودہ تعلیم کے برگ و بار نہیں تو کیا ہیں؟

ہمارے فارغ التحصیل طلبا کے اوصاف

ہم نے دیکھا ہے کہ ہمارے موجودہ فارغ التحصیل طلبا جو کالجوں سے گریجوشین یا ایم، اے کر کے عام سوسائٹی میں داخل ہوتے ہیں، عام طور پر حیوان سے بھی بدتر ہوتے ہیں، عام معمولی اخلاقی تقاضوں سے بھی ناواقف ہیں الاّ ماشاء اللہ ہاں وہ خوش قسمت جنہیں گھریلو علمی، اخلاقی اور دینی ماحول مل گیا ورنہ شرم و حیا قسم کی کوئی چیز ان میں نہیں ہوتی۔ یہ لوگ نماز سے اکثر متنفر ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو سلام کرنا، محبت سے پیش آنا۔ بڑوں کی عزت کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، خدمتِ خلق سرانجام دینا، والدین کی عزت کا خیال رکھنا، اور ان کی اطاعت و عزت کرنا، گھریلو فرائض بجا لانا۔ والدین کی تکالیف کا احساس کرنا تحمّل مزاجی، بردباری اور سلامت روی کا مظاہرہ کرنا، سادہ غذا و خوراک کو قبول کرنا وقتی تقاضوں کو سمجھنا معاشرے میں امن و سلامتی کو ترجیح دینا، چغل خوری اور بہتان طرازی سے بچنا، چوری اور خیانت کو برا سمجھنا خود غرضی، آسائش اور عیش کوشی سے مجتنب رہنا۔ یہ باتیں ان کے ہاں ناپید ہیں، حیرانی ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں نے کیسی عجیب مخلوق کو جنم دے کر ہمارے ملک و ملت کو ایک عجیب تباہ کن کشمکش میں مبتلا کر دیا ہے

بنک ڈکیتی، فراڈ کیس، قتل اور دیگر معاشرتی جرائم میں اکثر اسی نو تعلیم یافتہ نسل کا ہاتھ ہوتا ہے، ہم نے دیکھا کہ ایک ایسے ہی نوجوان نے اپنی نوجوان معصوم بیوی کو مکان کی تیسری منزل سے صرف اس جرم میں گرایا کہ اس کے والدین اسے اپنی غریبی کی وجہ سے "معقول" جہیز نہ دے سکے۔

مخلوط تعلیم کے مہلک اثرات

کالجوں میں مخلوط تعلیم کے اثرات ان فارغ التحصیل نوجوانوں کی زندگیوں میں زہر آلود نقوش چھوڑ جاتے ہیں، وہ بات بات میں اپنی ہم جماعت لڑکی کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔ ان کی اداؤں، ان کی سرگرمیوں اور ان کے ہنسی مذاق کے فقرات ان کی زندگیوں کا سرمایہ حیات بن جاتے ہیں، وہ گاہے بگاہے اور حیلہ بہانہ سے انکو اپنے ہاں دعوت دینے میں کمال انسانیت سمجھتے ہیں، اور اکثر و بیشتر اس میل ملاقات کے نتائج شرمناک صورت میں سامنے آتے ہیں۔ بیشتر خاندانوں کی عزت خاک میں مل جاتی ہے اور ناجائز مخلوق کی پیدائش سے کئی خاندانوں کا سکون اور کئی لڑکیوں کا مستقبل تباہ ہو جاتا ہے کیا ہماری یونیورسٹیوں کے ارباب اختیار کو معلوم نہیں کہ ہمارے ان دانش کدوں میں کیا ہو رہا ہے؟

بات یہ ہے کہ ان کے ہاں مسلسل انگریزی ماحول کی وجہ سے نیک و بد اور حرام و حلال کی تمیز ہی ختم ہو گئی ہے، ہم نے خود ایک مسلمان انگریزی زدہ سکالر سے سُنا کہ زنا میں کیا خرابی ہے؟ یہ تو انسانی بھوک اور اس کی قدرتی غذا ہے۔ اسے حدود و قیود کی زنجیروں میں جکڑا نہیں جا سکتا۔ ہم نے دیکھا کہ اکثر و بیشتر طالب علم و طالبہ والدین کی مرضی کے خلاف باہمی زوجیت میں منسلک ہو گئے، لیکن جلد ہی خانہ جنگی، دشمنی اور تنسیخ نکاح سے بڑھ کر معاملہ قتل و غارت تک پہنچ گیا۔

مخلوط تعلیم ہمارے کالجوں اور ہماری یونیورسٹی میں جو گل کھلا رہی ہے، کیا وہ ہمارے ارباب تعلیم سے پوشیدہ ہے؟ وہ کونسی بے راہ روی ہے، جو ان علم کے ایوانوں، ان ہوسٹلوں اور ان دانشکدوں میں روا نہیں رکھی جاتی ہے، ان بے غیرت والدین کے متعلق کیا کہا جائے۔ جنہوں نے تہذیب کے نام پر

اپنی عزت کے آبگینوں کو یوں بے رحم حوادث کے سپرد کر دیا ہے ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا تھا ع

شرم اِن کو نہیں آتی غیرت اُن کو نہیں آتی۔

مخلوط تعلیم سے جو برگ و بار پھوٹ رہے ہیں، ان کے متعلق تفصیلی حالات کا جائزہ انشاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں لیا جائے گا۔ مختصراً یہی کہنا ہے کہ دردمندانِ ملت نے اگر فحاشی، بدمعاشی اور بے راہ روی کا فوری انسداد نہ کیا تو یہ آتش فشاں لاوا اس نظریاتی مملکت کے اخلاق اور اسلام کے علاوہ غیرت و حمیت کو بھی بہا کر لے جائیگا۔ اور ہمارے یہ کالجیٹ نوجوان یورپ کے مادر پدر آزاد مرد عورت ہپیوں کی طرح جگہ جگہ مارے مارے پھرتے نظر آئیں گے، پھر خدا کا کوئی قہر ہی ان کا خاتمہ کر سکے گا۔

ہمارے نوجوان طالب علموں کی اجتماعی نفسیات کی روشنی میں ان کے کیریکٹر اور اخلاق جاننے کے لئے ایک صاحب سید مظہر علی صاحب چوک نواب صاحب لاہور کا ایک مکتوب ملاحظہ فرمائیے، جو اخبار کوہستان ۲۶ مئی ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا ہے جو بلا تبصرہ درج ذیل ہے۔

مجھے ۱۳/۵/۷۱ سندھ ایکسپریس ۱۱۵ - اپ کراچی سے لاہور آنے کا اتفاق ہوا۔ گاڑی کراچی کینٹ پہنچی تو پلیٹ فارم پر ڈھولک پر ناچ دیکھنے میں آیا۔ طالب علم شتر بے مہار کی طرح پلیٹ فارم پر ادھم مچا رہے تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ عزیز طلبا کی ایک پارٹی لاہور جا رہی ہے، گاڑی کے مسافروں پر اس پارٹی نے تمام راہ عرصہ حیات تنگ کئے رکھا۔ ہر جنکشن پر یہ لڑکے باقاعدہ ڈھولک بجاتے عورتوں کے کمپارٹمنٹ کے آگے خوب ڈانس کرتے، ٹنڈو آدم کے قریب نہر پر گاڑی کی زنجیر کھینچ کر گاڑی روکی اور باقاعدہ نہر میں نہا کر گاڑی کو چلنے کا موقعہ دیا۔ خانیوال سٹیشن پر چھابڑی والوں کی چیزیں خورد برد کرلیں۔ رینالہ خورد سٹیشن پر فاسے کی ایک BOOKED ٹوکری اٹھا کر کمرے میں رکھ لی۔ اور واپس نہیں

کی، راستہ بھر گاڑی لیٹ ہوتی رہی۔ یہ ہے ہمارے طلبا کا کریکٹر؟

یہ ہیں ہمارے ملک کے علمی اداروں میں تربیت حاصل کرنے والے وہ طلباء جن کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈور آنے والی ہے۔ ان سطور کو پڑھتے وقت یہ بھی ذہن میں رہے کہ ابھی ملک میں شدید قسم کا مارشل لا نافذ ہے۔ اور ملک میں ملٹری گشتی عدالتوں کی معدلت گستری کے ہاتھوں سینکڑوں غنڈوں پر کوڑے برس رہے ہیں۔

شرم وحیا سے لباس کا تعلق

اخلاق اور شرم وحیا کے ساتھ لباس کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اگر لباس حیادار نہیں تو صاحب لباس حیادار کیسے ہو سکتا ہے؟ ہمارے کالجوں میں مخلوط تعلیم کے تدریجی اور ارتقائی منازل کے نتیجے میں طلبا اور طالبات نے جو لباس اپنایا ہے۔ افسوس کہ وہ انتہائی شرمناک اور بے حیائی کا مظہر ہے، کوئی شریف آدمی اسے گوارا تو کیا دیکھنے کی بھی تاب ومجال نہیں رکھتا۔ اس کے غیر شریفانہ ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ گورنر پنجاب کو حکماً اس لباس کو ممنوع قرار دینا پڑا۔

ہمارے ہوسٹل

ہمارے کالجوں کے ہوسٹلوں میں کیا ہوتا ہے؟ میں ان کا مکمل نقشہ کھینچنے کی تاب نہیں رکھتا۔ گویا اس اجتماعی نفسیات پر مکمل شیطان کا تسلط ہوتا ہے، گانا بجانا ہزلیات، فلمی ریکارڈنگ، عشقبازی کے ذاتی تجربات اور رنگ ڈبو کی دنیا کی آپ بیتیاں، سینما اور ایکٹرسوں کے واقعات اور تبصرے ایک دوسرے کے مال میں چوری اور سینہ زوری میں کمی نہیں۔ کوئی بزرگ آجائے تو شرمناک مذاق، حالانکہ یہی ہوسٹل ہماری تربیت کے سنٹر ہونے چاہئیں چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا، علی گڑھ یونیورسٹی کو تعلیمی اوقات سے زیادہ ان اقامتی اداروں کی اخلاقی تربیت کا امتیاز تھا۔ ان ہوسٹلوں میں شراب تک کے دَور چلتے ہیں۔ اختلاط باہمی کے سارے فتن وشرور کے دروازے کھلتے ہیں جو ایک مسلمان تو کجا ایک عام انسان کے نزدیک بھی انتہائی کربناک ہیں۔

یہ ہے اجمالی نقشہ ہماری تعلیم اور ہمارے موجودہ تعلیمی نصاب کا۔ اور اس کے ذریعہ نونہالانِ ملت کے سیرت و کردار کا آپ خود ہی اندازہ لگا لیں کہ قوم و ملت اور مذہب کا مآل کیا ہونے والا ہے۔ مجھے تو بار بار حضرت اکبرالہ آبادی کا وہ شعر یاد آتا ہے ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی!

(عبدالغفار اثر)

طلبہ کے لئے خوشخبری

موجودہ دور میں دینی مدارس میں کتاب و سنت کی تعلیم کیساتھ عصری علوم کی جس شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے، وہ اصحابِ علم و بصیرت سے مخفی نہیں، اسی مقصد کے پیش نظر چند سال قبل علماء و ماہرینِ تعلیم کے گذشتہ ستر اسی سالہ اصلاحی تجاویز کی روشنی میں ایک تعلیمی و تربیتی منصوبہ تیار کیا گیا اور مدرسہ رحمانیہ گارڈن ٹاؤن لاہور میں اس کی ابتداء کی گئی، جس سے بفضلہ تعالیٰ دو سال کے قلیل عرصہ میں بہترین نتائج نکلے ہیں۔ امسال چار طلبہ نے دینی علم کے ساتھ مڈل کا امتحان اور تین نے میٹرک کا امتحان بورڈ سے دیا ہے۔ ہمارا مقصد ایسے علماء تیار کرنا ہے۔ جو کتاب و سنت کی تعلیمات کو عصر حاضر کے تقاضاؤں کے مطابق پیش کر کے اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر رائج کر سکیں۔

مدرسہ کے نصابِ تعلیم میں تخفیف کیساتھ اس بات کا خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے کہ جملہ علوم کی تعلیم معیاری ہو، اس کے لئے علوم کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تعلیمی اوقات کی تین شفٹیں بنا دی گئی ہیں یعنی دینی علوم (صبح ۳ گھنٹے) عربی علوم (دوپہر ۲ گھنٹے) عصری علوم (سہ پہر ۲ گھنٹے)، اسی طرح قابل، کہنہ مشق، دینی اور دنیاوی علوم کے ماہر اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں مندرجہ ذیل علماء مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی کے زیرِ نگرانی تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ حافظ ثناء اللہ صاحب کلسوی فاضل مدنی، مولانا عبدالسلام صاحب کیلانی فاضل مدنی، شیخ مزمل احسن ایم اے، بی۔ ایڈ، مولانا لیاقت صاحب بی۔ اے، بی ایڈ، ایس ایس

دیندار اور محنتی طلبائ کیلئے یہ ایک قیمتی موقعہ ہے، مدرسہ میں ۱۵ رجون ۷۱ء تا ۱۵ جولائی تعطیلاتِ گرما ہونگی، جس کے دوران داخلہ جاری رہیگا۔ پرائمری پاس اور مڈل پاس طلبہ کیلئے خصوصی موقعہ ہے —— مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

حافظ عبداللہ (روپڑی) مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) گارڈن ٹاؤن لاہور (۱۶)